© rasailojaraid.com

جواب:- قرآن میں تو خیر ظہورِ مہدی کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ احادیث میں اس کا ذکر ضرور آیا ہے۔ مگر وہ بس اِسی حد تک ہے کہ مہدی آئیں گے اور دنیا کو، جو ظلم سے بھر چکی ہوگی، عدل سے بھر دیں گے۔ اِس خوشخبری سے آخر یہ مطلب کیسے نکل آیا کہ جب تک وہ نہ آئیں اُس وقت تک دنیا ظلم سے بھرتی رہے اور ہم اس کا تماشا دیکھتے رہیں۔ شیاطین کے دین قائم ہوتے رہیں اور اللہ کا دین قائم کرنے کے لیے ہم امام مہدی کی تشریف آوری کے انتظار میں بیٹھے رہیں۔ یہ تعلیم نہ اللہ نے دی ہے، نہ اللہ کے رسول نے۔ اور قرآن و حدیث میں یہ بھی کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ امام مہدی کی آمد سے پہلے اللہ کا دین کبھی قائم نہ ہو سکے گا، یا اُسے قائم کرنے کی کوشش کا فریضہ مسلمانوں کے ذمہ سے ساقط رہے گا۔ یہ بات ایک بشارت تو ضرور ہو سکتی ہے کہ آئندہ کسی زمانے میں کوئی ایسی عظیم شخصیت اُٹھے گی جو تمام عالم میں اسلام کا جھنڈا بلند کر دے گی، مگر یہ کوئی حکمِ امتناعی نہیں ہو سکتی کہ ہم دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے کچھ نہ کریں۔ رہا یہ سوال کہ اقامتِ دین فرض ہے یا نہیں، تو کوئی ایسا شخص جو قرآن و حدیث کو جانتا ہے، اس بات سے ناواقف نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء بھی بھیجے ہیں اپنا دین قائم کرنے ہی کے لیے بھیجے ہیں، کوئی ایک نبی بھی لوگوں کو یہ سکھانے کے لیے نہیں بھیجا کہ وہ غیر اللہ کا دین قائم کرنے والوں کے ماتحت بن کر رہیں۔ سورۂ شوریٰ دیکھیے، اس میں حضورؐ سمیت تمام انبیاءؑ کا فرض یہ بیان کیا گیا ہے کہ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ۔ "اِس دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔" سورۂ توبہ، سورۂ فتح اور سورۂ صف میں دیکھیے۔ تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ "وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ پورے دین پر اُسے غالب کر دے"۔ اب کون یہ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے کہ اُمتِ مسلمہ کا مقصدِ وجود نبیِ برحق کے مقصدِ بعثت سے مختلف بھی کچھ ہو سکتا ہے؟

عوامی رجحانات کو دیکھتے ہوئے ہماری سیاسی پالیسی کیا ہونی چاہیے؟

سوال:- "پاکستان کے موجودہ حالات میں عوام کے رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری سیاسی حکمتِ عملی کیا ہونی چاہیے"؟

جواب:- یہ سوال بھی اگرچہ اُسی نوعیت کا ہے جس کا جواب اس مجلس میں دینے سے میں اظہارِ معذرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر چکا ہوں، لیکن چونکہ اس سوال میں پوچھا یہ گیا ہے کہ "پاکستان کے موجودہ حالات میں عوام کے "رجحانات کو سامنے رکھتے ہوئے" ہماری سیاسی پالیسی کیا ہونی چاہیے، اس لیے میں اس کا ایک اُصولی جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں، تاکہ ہمارے رفقاء کسی غلط طرزِ فکر میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہم جس ملک میں، جس قوم میں، جس زمانے میں، اور جن حالات میں کام کر رہے ہیں، ہمیں کوئی پروگرام بناتے ہوئے اُن سب کو ملحوظ رکھنا پڑے گا۔ لیکن ہماری اُصولی دعوت لازماً ایک ہی رہے گی، ہمارا بنیادی مقصد بھی قطعاً ناقابلِ تغیر ہوگا، اور اپنا عملی پروگرام بناتے ہوئے ہم ان چیزوں کو صرف اِس حیثیت سے ملحوظ رکھیں گے کہ اِس ملک اور اِس زمانے کے حالات میں ہم اپنی دعوت کو کس طریقے سے فروغ دیں، اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے اِس قوم کے اچھے رُجحانات سے کس طرح فائدہ اُٹھائیں، اور اس کے بُرے رجحانات کو کس طرح بدلیں کہ وہ ہمارے مقصد کی راہ میں کم از کم رکاوٹ تو نہ بن سکیں۔ اس نقطۂ نظر سے ان چیزوں کو ملحوظ رکھنا تو عین تقاضائے حکمت ہے لیکن اگر ہم زمان و مکان کے حالات اور لوگوں کے رُجحانات کو دیکھ کر اپنی دعوت اور اپنے مقصد ہی پر نظرِ ثانی کرنے بیٹھ جائیں تو یہ سراسر گمراہی ہے جس کا خیال تک ہمارے ذہن میں نہ آنا چاہیے۔ طریقِ کار حالات کے لحاظ سے بدلا جا سکتا ہے۔ حکمتِ عملی میں لوگوں کے اچھے یا بُرے رجحانات کے لحاظ سے تغیّر کیا جا سکتا ہے۔ مگر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام اور اس کی دعوت کے جو اُصول مقرر کر دیے ہیں اُن میں ذرّہ برابر کوئی ردّ و بدل لوگوں کے رجحانات یا زمانے کے حالات کو دیکھ کر نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جس چیز کو قائم کرنے کا حکم دیا ہے ہمیں ہر حال میں اُسی کو قائم کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم جس ملک میں کام کر رہے ہوں اُس کے حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ہم اِس مقصد کے لیے سعی و جہد کے ایک طریقے کو موزوں پا کر اختیار کر لیں اور دوسرے طریقے کو ناموزوں سمجھ کر ترک کر دیں۔ اِسی طرح جن چیزوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ مٹانا چاہتے ہیں ان کو مٹانا ہی ہماری کوششوں کا ہمیشہ مقصود رہے گا، یہ اور بات ہے کہ ہم اپنی استطاعت اور ملک کے حالات، اور عوام کی مزاجی کیفیات کو دیکھ کر یہ طے کریں کہ کن چیزوں کو مٹانے کی کوشش مقدم اور کن کے مٹانے کی کوشش مؤخر رکھی جانی چاہیے۔ نیز یہ کہ اس غرض کے لیے ہم کونسی تدابیر اختیار کر سکتے ہیں، اور کن تدابیر کا اختیار کرنا غیر ممکن، غیر مفید، یا غیر مناسب ہے۔

© rasailojaraid.com